

## 96576-خاوند ملازمت کرنے پر مجبور کرتا اور کسی دوسری عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے کیا وہ طلاق طلب کر لے؟

### سوال

میری خالہ یا پھوپھی کا خاوند دوسری شادی کی اجازت مانگتا ہے، اس نے بتایا ہے کہ عفتیریب شب زفاف منانے گا، مشکل یہ درپیش ہے کہ میری پھوپھی یا خالہ اپنی بیماری کی بنا پر پچھلے چند برس ملازمت نہیں کر سکتی تھی لیکن خاوند اسے ملازمت پر مجبور کرتا رہا، اور خاوند خود بھی ملازم ہے لیکن وہ اپنی بیوی کی ساری تنوہ بھی لے کر اسے تھوڑی سی رقم دیتا ہے، اس نے کہا کہ وہ نہ تو گھر کا کرایہ ادا کریکا اور نہ ہی کھانے پینے کے اخراجات اس لیے اسے زیادہ کام کرنا چاہیے اور کام اس کی بیماری کا سبب بنتا ہے۔

میری خالہ یا پھوپھی ہی سارے اخراجات برداشت کرتی ہے، اور خاوند کہتا ہے کہ اس کے پاس مال نہیں، حالانکہ وہ ساری رقم اور مال دوسری بیوی کے گھر اور اس کی رخصی پر خرچ کرنا چاہتا ہے، ہم نے خالہ یا پھوپھی کو کہا ہے کہ وہ اس سے بھاگ کر ہمارے پاس آ کر رہائش اختیار کر لے۔

اور یہ پہلی بار نہیں کہ وہ دوسری شادی کر رہا ہے اور ہماری خالہ یا پھوپھی کا خیال نہیں کرتا، لیکن میری خالہ یا پھوپھی کہتی ہے کہ وہ اسے ایک اور موقع دینا چاہتی ہے کیا ہمارے لیے حرام ہے کہ ہم خالہ یا پھوپھی کو کچھ عرصہ اپنے پاس رہنے پر ابھاریں، اور اس سے طلاق حاصل کر لے؟

ہمیں خدشہ ہے کہ وہ اور زیادہ بیمار نہ ہو جائیں، کیا طلاق ان کا حق نہیں؟

### پسندیدہ جواب

#### اول :

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے خاوند پر واجب کیا ہے کہ وہ بیوی کو رہائش و بیاس مہیا کرے، اور اس کے سارے اخراجات برداشت کرے، اور اللہ اللہ عز و جل نے یہ سب بیوی کے حقوق بنانے پلیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿اہنی طاقت کے مطابق تم جہاں خود رہتے ہو ان عورتوں کو بھی وہیں رکھو﴾۔ الطلاق (6)۔

ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

اور خاوند پر لازم ہے کہ وہ اپنی بیوی کو بقدر استطاعت اپنی طاقت کے مطابق رہائش دے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿اور تم اپنی استطاعت کے مطابق ان عورتوں کو وہیں رکھو جہاں خود رہتے ہو﴾۔ الطلاق (6)۔

دیکھیں : الْحَقْلِ (253/9).

اور ابن قدامہ رحمہ اللہ کئے ہیں :

"خاوند پر بیوی کو رہائش دینا واجب ہے اس کی دلیل اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

انہیں اپنی استطاعت کے مطابق رہائش دو جاں تم خود رہتے ہو.....

چنانچہ جب مظلوم عورت کو رہائش دینا واجب ہوا تو پھر جو نکاح میں ہوا سے رہائش دینا تو بالا ولی واجب ہوگا، اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿أَوْ إِنَّ رَبَّكَ لَمَنْ يَرَى طَرِيقَةً سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ﴾ (۲۳۷/۹).

اور معروف میں یہ بھی شامل ہے کہ بیوی کو رہائش دی جائے، اور اس لیے بھی کہ لوگوں کی نظر وہ محفوظ رہنے کے لیے عورت کو گھر اور رہائش کی ضرورت ہے، اور اس لیے بھی کہ کام کا ج اور استنایع اور سامان کی حفاظت کے لیے بھی گھر کی ضرورت ہے ॥

دیکھیں : الْعَنْ (9/237).

معاوية بن حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ عورت کا خاوند پر کیا حق ہے؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"جب تم خود کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ، اور جب تم خود بس پہن تو اسے بھی پہناؤ، اور اس کے چہرہ پر مت مارو، اور نہ ہی اسے قبیح و بد صورت کو، اور گھر کے علاوہ کہیں نہ پچھوڑو" ॥

سنن ابو داود حدیث نمبر (2142) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1850) علامہ ابیانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب حدیث نمبر (1929) میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

خطابی رحمہ اللہ کئے ہیں :

"اس میں بیوی کے لیے نان و نفقة اور بس کا وحوب پایا جاتا ہے، اس میں کوئی حد معلوم نہیں، بلکہ یہ تو معروف اور اچھے انداز میں خاوند کی استطاعت و جدیت کے مطابق ہوگا اور پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بیوی کا حق قرار دیا ہے تو یہ خاوند پر لازم ہوگا، چاہے خاوند موجود ہو یا غائب اور اگر وہ نہیں پاتا تو یہ اس پر اسی طرح قرض ہوگا جس طرح باقی حقوق زوجیت کی ادائیگی ہوتی ہے۔

دیکھیں : معالم السنن علی حامش المزدی (3/67-68).

جاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"عورتوں کے بارہ میں اللہ کا تقویٰ و ڈر اختیار کرو، تم نے انہیں اللہ کی امانت کے ساتھ حاصل کیا ہے، اور ان کی شر مگاہوں کو اللہ کے ساتھ حلال کیا ہے، اور ان عورتوں کا بس اور کھانا پینا تم پر اچھے طریقہ سے واجب ہے" ॥

صحیح مسلم حدیث نمبر (1218)

امام نووی رحمہ اللہ کستہ ہیں :

"اس حدیث میں یوں کے نان و نفقة اور اس کی رہائش کا وجوب پایا جاتا ہے، اور یہ چیز بالاجماع ثابت ہے"

دیکھیں : شرح مسلم نووی (184/8).

دوم :

ایک سے زائد بیویاں رکھنے والے شخص کو اللہ کا تقوی اختیار کرتے ہوئے یوں کے نان و نفقة اور بس و رہائش اور رات بسر کرنے میں عدل و انصاف کرنا چاہیے، اور اس کے لیے جائز نہیں کہ بیویوں کے مابین تقسیم میں ظلم سے کام لے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کستہ ہیں :

"رہانان و نفقة اور بس میں عدل و انصاف کا مسئلہ تو اس میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرنا سنت ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نفقة میں بھی اپنی بیویوں کے مابین عدل کیا کرتے تھے جس طرح تقسیم میں عدل کرتے حالانکہ لوگوں میں یہ تنازع ہے کہ آیا یہ تقسیم آپ پر واجب تھی یا کہ مسحوب تھی؟ اور اس میں بھی تنازع کرتے ہیں کہ آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نان و نفقة میں عدل کرنا واجب تھا یا کہ مسحوب؟"

کتاب و سنت کے مطابق اس کا وجوب زیادہ معلوم ہوتا ہے۔

دیکھیں : مجموع الفتاوی (269/32).

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سے زائد بیویاں رکھنے والے کو کسی ایک بیوی پر ظلم کرنے سے احتساب کرنے کا کہا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے کسی ایک کی طرف مائل ہو تو کل قیامت کے دن وہ اس حالت میں آئیگا کہ اس کی ایک طرف قائل ہو گی"

سنن ترمذی حدیث نمبر (1141) سنن ابو داود حدیث نمبر (2133) سنن سنانی حدیث نمبر (3942) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (1969) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بلوغ المرام (3) / (310) اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے ارواء الغلیل (80/7) میں اسے صحیح فراہدیا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کستہ ہیں :

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اس پر دلالت کرتی ہے اور عام مسلمان علماء بھی اس پر ہیں کہ: مرد کے لیے اپنی بیویوں کے مابین دن اور رات کی تعداد تقسیم کرنا واجب ہے، اور اسے چاہیے کہ وہ اس میں عدل و انصاف سے کام لے، اس کے لیے اس میں ظلم کرنے کی اجازت نہیں"

دیکھیں : الام (5/158).

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے :

میرے علم میں تو اس کا کوئی مخالفت نہیں کہ آدمی کو اپنی بیویوں کے مابین عدل و انصاف کرنا چاہیے ॥

دیکھیں : الام (5/280).

اور امام بقوی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

”اگر آدمی کی ایک سے زائد بیویاں ہوں اور وہ آزاد ہوں چاہے وہ اہل کتاب سے ہوں یا مسلمان تو ان کے مابین تقسیم میں برابری نہیں کرتا تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی مخالفت کر رہا ہے، اور مظلوم عورت کے بارہ میں اس کے مطابق ہی فیصلہ ہو گا“

دیکھیں : شرح السیہ (9/150-151).

سوم :

خاوند کے لیے بیوی کی رضامندی و خوشی کے بغیر تخواہ لینا جائز نہیں، اور پھر شریعت اسلامیہ نے عورت کے لیے مباح کام کا ج کرنا مباح قرار دیا ہے، لیکن یہ لازم اور ضروری نہیں کہ وہ ضرور ملازمت کرے، کیونکہ نان و لفظ تو خاوند پر واجب ہے اور اس مال کی ملکیت بھی عورت کے لیے مباح ہے، اگر وہ اس مال میں سے اپنے خاوند کو دے تو یہ جائز ہے، اور اگر خاوند اپنی بیوی کی اجازت اور خوشی کے بغیر اس کا مال اور تخواہ لینتا ہے تو یہ حرام ہو گی۔

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ کہتے ہیں :

”آپ کے لیے اپنی بیوی کی خوشی و رضامندی کے ساتھ اس کی تخواہ لینے میں کوئی حرج نہیں، اگر وہ عقلمند ہے، اور اسی طرح ہر وہ چیز جو بیوی آپ کی مدد کے لیے آپ کو دیتی ہے اسے لینے میں بھی کوئی حرج نہیں اگر وہ اسے اپنی مرضی و خوشی سے دستی ہو اور وہ عقل و رشد بھی رکھتی ہو؛ کیونکہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

”[ا]ور اگر وہ تمہیں اپنی خوشی و رضامندی سے کچھ دے دیں تو اسے خوشی سے کھاؤ۔ النساء (4).“

اگرچہ یہ رسید کے بغیر ہی ہو، لیکن اگر وہ آپ کو اس کی رسید دے دے تو یہ بہتر ہو گا جب آپ اس کے خاندان والوں اور اس کے اقربا سے یہ خدشہ رکھیں یا پھر بیوی کے واپس لینے کا خدشہ رکھتے ہوں“

دیکھیں : فتاویٰ المرأة المسلمة (2/672-673).

چہارم :

جب بیوی کو یہ علم ہو کہ اس کی رہائش اور نان و لفظ اور بیاس وغیرہ خاوند کے ذمہ واجب ہے، اور یہ بھی علم ہو کہ خاوند کا اپنی بیویوں کے مابین عدل و انصاف کرنا واجب ہے، اور اسے یہ بھی علم ہو کہ خاوند کے لیے حلال نہیں کہ وہ بیوی کو ملازمت پر مجبور کرے، اسے تخواہ دینے پر مجبور کرنا بھی حلال نہیں، پھر دیکھئے کہ اس کا خاوندان سب کا مخالفت ہے یا اس میں سے کچھ کا

خلاف ہے تو یوہی کو اختیار حاصل ہے کہ یا تو وہ اس ظلم پر اس امید سے صبر کرے کہ خاوند اپنی اصلاح کر لے گا، یا پھر وہ شرعی عدالت کے ذریعہ اپنے حقوق کا مطالبہ کر سکتی ہے۔

اور اگر اس کا خاوند اپنی اصلاح نہیں کرتا، یا پھر اسے شرعی عدالت کے ذریعہ اس کے حقوق نہیں ملتے، اور نہ ہی وہ اپنے خاوند کے ظلم پر صبر کر سکتی ہے تو پھر اس صورت میں اسے طلاق کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے، اور خاوند سے اپنے حقوق پرے حاصل کرے۔

اس کے ساتھ ساتھ جتنا بھی عورت اپنے خاوند کے ظلم و ستم پر صبر کرے گی، اور اپنے گھر کی حفاظت کرتی ہے تو یہ اس کے لیے طلاق حاصل کرنے سے افضل و اولی ہے؛ کیونکہ ہر حالت کی ایک خصوصیت ہے جس کے بارہ میں کوئی رائے ظاہر کرنے سے قبل اس سب کو دیکھنا ضروری ہے۔

یہاں عورت کے لیے عقل و دانش رکھنے والے عزیز واقارب سے مشورہ کرنا چاہیے، یا تو توحالت صحیح ہو کروہ عورت اپنی زندگی بہتر طرح بس رکسے گی، یا پھر وہ صبر یا طلاق میں سے کوئی ایک چیز اختیار کر لے، اور اگر طلاق طلب کرنے کا کوئی شرعی سبب نہ پایا جاتا ہو تو پھر طلاق لینے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

ثوابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس عورت نے بھی بغیر کسی مشکل کے اپنے خاوند سے طلاق طلب کی تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے"

سنن ابو داود حدیث نمبر (2226) سنن ترمذی حدیث نمبر (1187) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2055) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

واللہ اعلم۔